ڈاکٹر تہمینہ عبّاس
لیکچرر
گورنمنٹ کالج، گلستانِ جوہر، کراچی

سدرشن کے افسانوں کا موضوعاتی مطالعہ

ABSTRACT

Topical study of Sadarshan's short stories
By Dr. Tehmeena Abbas, Lecturer, Govt. College, Gulistan-e-Jauhar, Karachi.

Pandit Badri Nath Sadarshan was a short story writer of Urdu who depicted the social problems faced by the middle-class Hindus living in the villages as well as urban areas in India.
Though Sadarshan was inspired by Premchand, his art is different from Premchand's. Both represent realism but Sadarshan is comparatively modern and Romantic. This paper evaluates Sadarshan's short stories and their themes.

پریم چند کی روش اپنانے والوں میں ایک سدرشن بھی ہیں جو اُردو کے کامیاب افسانہ نگار ہیں، پریم چند اور سدرشن کا انداز ایک دوسرے سے قریب ہوتے ہوئے بھی مختلف ہے، سدرشن نے شہری ہندوؤں کے گھرانوں کی طرف زیادہ توجہ دی (۱)۔ سدرشن کا قلمی نام سدرشن اور اصلی نام پنڈت بدری ناتھ تھا انھوں نے ناول، ڈرامے، افسانے اور بچوں کے لیے کہانیاں تحریر کیں (۲)۔ جس دور میں سدرشن نے افسانہ نگاری شروع کی وہ برطانوی حکومت کے عروج کا زمانہ تھا اس دور میں ہندوستانی عوام کو تحریر و تقریر کی اتنی آزادی نہ تھی جتنی بعد میں حاصل ہوئی۔ یہ برطانیہ کی ڈپلومیسی کا کمال تھا کہ جیسے جیسے ہندوستان میں سیاسی تحریک تیز ہوتی چلی گئی ویسے ویسے برطانیہ ہندوستانیوں کو سیاسی مراعات دیتا گیا۔ چنانچہ رولٹ ایکٹ اسی جدوجہد کے نتیجے میں حاصل ہوا (۳)۔ ان کے افسانے بھی ہندوستانی معاشرت کے کسی نہ کسی پہلو سے متعلق ہوتے ہیں لیکن ان کے افسانوں کا غایتی میلان پریم چند کے افسانوں کی طرح پوشیدہ اور دل نشین نہیں ہوتا ان کی کہانیوں میں کہیں نہ کہیں جذباتی تاثر کے بہت اچھے نمونے ملتے ہیں (۴)۔ سدرشن کے افسانے معاشرے کے اوسط درجے کے طبقے کی عکاسی کرتے ہیں ان کے افسانوں کے پلاٹ عام طور پر شہر کے رہنے والوں کی، پڑھے لکھے ملازمت پیشہ لوگوں کی، معمولی حیثیت کے تاجروں کی زندگی کے مرقعے ہوتے ہیں، اس لیے ان پر مقامی رنگ بہت گہرا ہوتا ہے (۵)۔ ان کے افسانوں میں زندگی کے معمولی واقعات، فضول خرچی، شادی بیاہ، ملازمین، بیماریاں اور اسی قسم کی بہت سی چیزوں کی بھرپور عکاسی موجود ہے جو ہمارے لیے کبھی کبھی بے انتہا اہمیت اختیار کر لیتی ہیں (۶)۔ ان کے

افسانوں کے مجموعے، چندن، بہارستان، طائرخیال اور سدابہار پھول کے علاوہ ان کے افسانے شاعر، اپنی فطرت دیکھ، رومانیت اور انسانی نفسیات، سماجی حقیقت نگاری کے عمدہ نمونے ہیں (۷)۔

سدرشن چونکہ حقیقت پسندی کے علمبردار تھے اس لیے یہاں حقیقت پسندی کی تعریف بیان کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ روزمرہ واقعات اور معمولات کے جملہ مظاہر کا عمیق مطالعہ اور ان کا برمحل اظہار حقیقت پسندانہ نقطۂ نظر کہلاتا ہے (۸)۔ یہ نظریہ معاشی برابری اور سماجی بیداری کا علمبردار ہے اور رومانی رجحان کے ردعمل کا نتیجہ ہے (۹)۔ حقیقت پسند افسانہ نگاروں نے وقت کی نبض ٹٹولتے ہوئے رفتار کا ساتھ دیا سماجی شعور کو بیدار کیا، مظلوم اور بے بس لوگوں کو منظم کیا، پگڈنڈیوں پر رینگتی ہوئی اور غلیظ بستیوں میں سسکتی ہوئی زندگیوں کا حصار کیا، باہمی مناقشات کے پس پردہ پنپنے والی فتین ذہنیت اور اس سے پیدا ہونے والی ٹکراؤ کی صورتحال کا تجزیہ کیا (۱۰)۔ حقیقت پسندی کا مقصد معاشرے سے بیگانگی کے احساس کو ختم کرتے ہوئے اسے متحرک وفعال بنانا ہے تاکہ کچلے ہوئے طبقے میں آگے بڑھنے کا عزم اور حوصلہ پروان چڑھتا رہے (۱۱)۔ حقیقت نگاری نے سماجی انتشار، اخلاقی گراوٹ، تہذیبی استحصال اور طبقاتی کشمکش سے پیدا ہونے والے مسائل کو پوری طرح اپنی گرفت میں لے کر معاشرے کی مسخ ہوتی ہوئی تصویر کا نقشہ پیش کیا بلکہ اس کو سنوارنے اور نکھارنے کا جتن بھی کیا (۱۲)۔ یہ تصویریں غریبوں اور بے بس امیروں کی بے حسی کی ہیں پھٹے حال کسانوں اور مزدوروں کی فاقہ مستی کی ہیں، مذہب کے اجارہ داروں اور سماج کے ٹھیکیداروں کی ہیں، زمینداروں کی لوٹ کھسوٹ اور سرمایہ داروں کے جبر وتشدد کی ہیں۔ افسانہ کا قاری ان رنگارنگ تصویروں کو دیکھ کر بلبلا اٹھتا ہے، کیونکہ مذکورہ نقطۂ نظر میں زندگی کی سچائی کا اعتراف اور سماج کا جیتا جاگتا پیکر جلوہ گر ہوتا ہے (۱۳)۔

سدرشن، علی عباس حسینی اور اعظم کریوی نے پریم چند کے حقیقت نگاری کے رجحان کا آگے بڑھنے میں مدد دی، سدرشن کے افسانوں کے پلاٹ عام زندگی کی عکاسی کرتے ہیں اور پڑھنے والے کو حقیقت کا احساس ہونے لگتا ہے (۱۴)۔ انسانی ذات کی کمزور بیان کرتے ہوئے سدرشن ان محرکات کی نشاندہی کرتے ہیں جن کی وجہ سے انسان برائیوں کو اپنانے پر مجبور ہو جاتا ہے جو معاشرے میں گناہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ انسان کی جذباتی کشمکش کے حوالے سدرشن کے افسانے، وزیر عدالت، ترک نمود، اور مہر مادری کی مثال پیش کی جاسکتی ہے (۱۵)۔ شاعر، اپنی طرف دیکھ، خانہ داری کا سبق، ترک نمود، صدائے جگر خراش، تبدیل قسمت، دو دوست، فریب دولت میں سدرشن نے اس زندگی کی عکاسی کی ہے جس سے وہ خود بھی بھرپور واقفیت رکھتے ہیں (۱۶)۔ سدرشن جذبات کو لفظوں میں بیان کرنے کی بھرپور قدرت رکھتے ہیں اسے شاعرانہ فطرت کا نام دیا جاتا ہے۔ سدرشن کا شاعرانہ انداز ان کے اسلوب، اقعات اور کہانی پر اثر انداز ہو کر افسانے میں اثر انگیزی پیدا کر دیتا ہے (۱۷)۔

سدرشن کو افسانہ نگاری کے فن کی نزاکتوں کا احساس ہو یا نہ ہو مگر ان کے بعض افسانوں کے تمام اجزا میں فنی محاسن موجود ہیں (۱۸)۔ افسانہ نگاری کے متعلق بارہا کہا گیا کہ وہ بھی شاعری کی طرح ایک لطیف فن ہے ہمارے افسانہ نگاروں میں سدرشن نے بڑی خوبی سے اس خیال کو عمل جامہ پہنایا وہ چھوٹے چھوٹے جملوں سے انسانی جذبات کی مصوری بڑی کامیابی سے کر سکتے ہیں (۱۹)۔ وقار عظیم نے ''ہمارے افسانے'' میں ان کے افسانوں سے چھوٹے چھوٹے جملوں کی چند مثالیں پیش کی ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ جس کا دل کڑھ رہا ہو، جس کی آنکھیں اشک باری کر رہی ہوں، جس کا دماغ پریشان ہو اس کے لبوں پر مسکراہٹ ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے شمشان میں چاندنی۔

۲۔ ششپال نے آگ میں پڑے ہوئے پتے کی طرح جواب دیا۔

۳۔ اس کی آنکھیں یوں کھلی ہوئی تھیں گویا روح کی تمام قوتیں جمع ہو کر کسی بات کا انتظار کر رہی ہیں۔

۴۔ انسانی دل ایک اتھاسمندر ہے جہاں کنول کے پھول کے ساتھ ساتھ خونیں جونکیں بھی پیدا ہوتی رہتی ہیں۔

۵۔ ایمان مجھے ہوا سے ہلکا اور پانی سے پتلا معلوم ہونے لگا (۲۰)۔

سدرشن کے تقریباً تمام افسانے ہندو معاشرے میں پھیلے ہوئے بے شمار مسائل کا احاطہ کرتے ہیں جس سے سماجی نظام کی اصلاح اور کمزور طبقوں کے حقوق کا تحفظ ہو (۲۱)۔ انھوں نے پریم چند کی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے روزمرہ کے جیتے جاگتے کرداروں کے سہارے معاشرے کی حقیقی تصاویر پیش کی ہیں اور سماجی زندگی کے ان گوشوں کی تصاویر پیش کی ہیں جو بے بسی اور بے حسی کا پیش خیمہ بنے ہوئے تھے (۲۲)۔ ان کا افسانوں کا انداز پرکشش، دلفریب، چھا جانے والا، دل میں گھر کر لینے والا ہے (۲۳)۔ سدرشن کے ڈیڑھ سو سے زیادہ طبع زاد افسانے ہیں جو ان کے افسانوں کے دس مجموعوں کے علاوہ اخبارات اور رسائل میں بکھرے ہوئے ہیں (۲۴)۔ ۱۹۳۶ء سے قبل شائع ہونے والے ان کے پانچ مجموعوں کے نام یہ ہیں: ۱۔ سدابہار پھول ۲۔ چندن ۳۔ من کی موج ۴۔ قوس وقزح ۵۔ طائر خیال (۲۵)۔

سدرشن کے افسانوں کے مجموعوں میں موجود افسانوں میں سے بیشتر عمدہ افسانہ نویسی کے نمونے ہیں ان کا موضوع دولت وثروت، نفرت اور غریبی، قناعت اور محبت ہے۔ وہ اوسط درجے کے ہندو شہریوں کے مرقع ہیں (۲۶)۔ یہاں ان کے افسانے ''امریکن لیڈی کی سرگزشت'' سے عورت کی سراپا نگاری کے حوالے سے ایک اقتباس درج ذیل ہے۔

> ''وہ اس قدر خوبصورت، اتنی حسین تھی کہ میری آنکھیں جھک گئیں اس کے جسم پر
> کوئی زیور نہ تھا نہ کوئی تصنع تھی لیکن پھر بھی شکل آنکھوں میں کھبی جاتی تھی۔''

(امریکن لیڈی کی سرگزشت، مشمولہ صبح وطن، ص ۲۴)

''امریکن لیڈی کی سرگزشت'' میں سدرشن نے امریکہ کی مادہ پرست اور ہندوستان کی وفادار عورت کا موازنہ کیا ہے۔ اس افسانے میں ایک امریکن عورت جو تھیٹر کی اداکارہ ہے دنیا دنیا گھوم کر شہرت حاصل کرتی ہے اس کے عشق میں ایک ہندوستانی شخص مبتلا ہو جاتا ہے کچھ عرصے ہندوستانی سے دل بہلانے کے بعد یہ اداکارہ ایک امیر بوڑھے سے شادی کر لیتی ہے حالانکہ ہندوستانی شخص اس امریکن عورت کا ناز نخرے اٹھانے پر اچھا خاصا پیسہ خرچ کر چکا ہوتا ہے۔ ہندوستانی اس عورت کی بے وفائی سے دلبرداشتہ ہو جاتا ہے اور کسی اور شہر چلا جاتا ہے کچھ عرصے بعد ہندوستان کی ایک گلوکارہ یورپ آ کر اپنی آواز کا جادو جگاتی ہے یہ گلوکارہ انتہائی سادہ اور خوبصورت ہوتی ہے جب امریکن اداکارہ اس سے ملنے آتی ہے تو اسے پتہ چلتا ہے کہ یہ ہندوستانی عورت رام چندر کی بیوی سیتا ہے اور اسے ڈھونڈنے یورپ آئی ہے رام چندر کی سیتا سے محبت کی شادی تھی اور امریکن عورت کی بے وفائی کی وجہ سے رام چندر اپنی بیوی سے بے وفائی کی خود کو سزا دیتا ہے، جس سے امریکن عورت یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ ہندوستان کی عورت وفا پرست اور یورپ کی عورت مادہ پرست ہے۔

اپنے ایک اور افسانے ''پہلی شعاع'' میں سدرشن نے ایک مسافر کے مکالمے کے ذریعے انسان کی پیدائش کا مقصد بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

> ''دیوتا زندگی نہیں مانگتے، وہ زندگی کی عشرتوں کی، تمناؤں کی، زندگی کے خوابوں کی،
> اور زندگی کے پرسحر جذبوں کی قربانی مانگتے ہیں۔ بولو کیا تیار ہو۔''

(پہلی شعاع، مشمولہ صبح وطن، ص ۱۱)

سدرشن نے اس دور کے سیاسی معاملات اور سیاسی رہنماؤں کی عیاشی اور عاجزی کو بھی اپنے افسانے کا موضوع بنایا ہے۔ اپنے افسانے ''قوم کے قدموں'' میں سکھوں کے ایک ایسے رہنما کا افسانہ بیان کیا ہے جو بہت رعب داب والا ہے مگر اپنی سولھویں شادی پر عوام کے غصے کو ختم کرنے کے لیے ہر قسم کی سزا برداشت کرنے کے لیے تیار ہے۔ رنجیت سنگھ کی یہ بے بسی عوام کے دلوں میں نرمی پیدا کر دیتی ہے بالآخر عوام اپنے سیاسی لیڈر کو اس کی عاجزی اور انکساری کی وجہ سے معاف کر دیتی ہے۔ یہ افسانہ بھی ان کے افسانوں کے مجموعے ''صبح وطن'' میں شامل ہے۔

افسانوں کے مجموعے ''صبح وطن'' کا ایک اور افسانہ ''راجپوت کی بیٹی'' ہے۔ جس میں راجپوت قوم کی بہادری اور دلیری کے ساتھ وفاداری کو موضوع بنایا ہے۔ راجپوت قوم کی ایک لڑکی جس سے اس کے بچپن کے دوست نے شادی کا پیمان باندھا ہوا ہے مگر جوان ہونے پر اس کا محبوب کسی اور سے شادی کر لیتا ہے جس پر ناراض ہو کر وہ لڑکی انتقام لینے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ مگر آخر میں اپنی محبت کا خیال آنے پر محبوب کے لیے جان بھی قربان کر دیتی ہے۔

اسی حوالے سے وقار عظیم لکھتے ہیں کہ سدرشن کے افسانوں کی ہندوستانی عورت اپنے تمام تر طمطراق کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔ ان کے افسانوں کی ہندوستانی عورت انتہائی وفا شعار، اور شوہر پر جان نثار کردینے والی ہے انھوں نے اپنے افسانوں میں ہندوستانی عورت کی انتہا پسندی کی مثالیں بھی پیش کی ہیں (۲۷)۔ سدرشن کا طرز تحریر پراثر ہے۔ جذبات نگاری، تشبیہہ واستعارات کا استعمال اور ہندی طرز تحریر کی خوبیوں کی وجہ سے ان کو ایک منفرد افسانہ نگار قرار دیا جا سکتا ہے (۲۸)۔ وہ اپنے افسانوں میں دنیا کو غرض پرست، بے وفا، سفلی دنیا کہہ کر پکارتے ہیں، جہاں انسان حرص و ہوس کے تھپیڑوں سے کبھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ سدرشن کے نزدیک اس کا تریاق صرف حسن اخلاق ہے (۲۹)۔ وہ دولت وجاہ سے نفرت اور غریبی وقناعت سے محبت کرتے ہیں ان کا خیال ہے کہ دولت کے پیچھے بھاگنے والے کبھی اطمینان قلب حاصل نہیں کر سکتے جب کہ وہ لوگ جو دولت سے بے نیاز رہتے ہیں وہ سکون سے زندگی بسر کرتے ہیں (۳۰)۔

سدرشن کے افسانے ''گناہ عظیم'' میں تارا مہتاب رائے کی ہوس کاری کا جو اثر قبول کرتی ہے اس کو بڑے مؤثر پیرائے میں ظاہر کیا گیا ہے۔ ایک نورانی ہستی ان سے کچھ کہہ رہی ہے ''تو نے ایک گناہ گار کو نیکی کی طرف آنے سے روکا ہے یہ گناہ نہیں گناہِ عظیم ہے'' اس میں وہ ہی نیکی کا پرچار ہے جو پریم چند کے یہاں شرمندۂ الفاظ ہوئے بغیر دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے۔ ''سزائے اعمال'' میں سدرشن نے گناہ کے بعد ضمیر کی ملامت کا بڑی خوبی سے اظہار کیا ہے اس میں تناسخ کے عقیدے پر بھی روشنی ڈالے ہے (۳۱)۔

سدرشن کے افسانوں میں دیہات کی پیش کش کے حوالے سے ڈاکٹر سلیم آغا قزلباش لکھتے ہیں کہ سدرشن دیہات کے سماجی پہلوؤں کی تصویر کشی بڑی چابکدستی سے کرتے ہیں، تاہم دیہات کی منظر کشی کا زاویہ، فطری انداز میں ان کے افسانوں میں جلوہ گر نہیں ہوتا (۳۲)۔ انھوں نے بالخصوص ہندوؤں کے رہن سہن، ان کی رسومات وروایات کو ہمدردانہ نقطۂ نظر سے پیش کیا، علاوہ ازیں دیہات کے لوگوں کی غربت، مفلسی، زبوں حالی، بے چارگی، ان کے دیہاتی افسانوں میں مرکزی جگہ رکھتی ہے (۳۳)۔ سدرشن کے نزدیک چونکہ دیہات استحصالی نوعیت کی رسوم و قیود کا شکار ہے لہٰذا اس کی معاشی واقتصادی حالت بھی ناگفتہ بہ ہے جس کی وجہ سے وہ مختلف سماجی برائیوں کی زد میں آ چکا ہے۔ سدرشن دیہات کو جملہ برائیوں سے مکتی دلانے کے آرزومند ہیں (۳۴)۔ افسانہ ''گل خارستان'' میں دینا ناتھ کا کردار اچھوتوں پر ان الفاظ میں تقریر کرتا ہے۔

> ''تم کہتے ہو کہ وہ نیچ ہے کیونکہ وہ نیچ والدین کے یہاں پیدا ہوئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر پھول، مٹی، گوبر، اینٹ پتھروں ہی سے نکلتا ہے (۳۵)
>
> وہ نیچ ہے کیونکہ وہ ایک نیچ کے یہاں پیدا ہوا ہے اور میں اونچا ہوں کیونکہ میں ایک

> اونچے خاندان میں پیدا ہوا ہوں۔
> میں پوچھتا ہوں کہ میرے پاس اونچا ہونے کی کونسی سند ہے؟ کیا اچھوتوں کی آنکھیں نہیں؟ کیا ان کے کان نہیں؟ کیا وہ میری مانند نہیں سوچتے؟ اور کیا وہ میری طرح نہیں محسوس کرتے؟ وہ تمھارے وید پڑھنے کے مستحق نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں یہ تمھارا ظلم ہے۔ وید پرماتما کے ہیں۔ اسی طرح سورج، چاند، ہوا، پانی پرماتما کے ہیں (۳۶)۔

افسانہ ''گل خارستان'' میں سدرشن نے ہندو سماج کی خامیوں کی بھرپور طریقے سے عکاسی کی ہے۔ دیناناتھ اور امرت وتی کے کردار نیکی اور پارسائی کی عکاسی کرتے ہیں۔ امرت وتی طوائف کی بیٹی ہونے کے باوجود شدھ ہوکر دیناناتھ سے شادی کر لیتی ہے اسے بے غیرتی کی زندگی سے زیادہ پارسائی کی زندگی میں حسن محسوس ہوتا ہے۔

افسانہ ''سبق'' میں سدرشن نے اس بات کی عکاسی کی ہے کہ میاں بیوی اگر ایک دوسرے سے جھوٹ بولیں تو وہ جھوٹ کھل ہی جاتا ہے۔ افسانہ ''جنس صداقت'' میں پنڈت سربدیال کا کردار دنیاوی اتار چڑھاؤ کے دوران اپنی سچائی اور راست بازی کو قائم رکھتا ہے۔ افسانہ ''ایک ہی بھول'' میں گنگا رام ذرا سا جھوٹ بول کر تین سال شدید تکلیف میں گزارے، اس ہی افسانوں کے مجموعے میں ''گناہ کی قیمت'' اور ''بدلہ'' نامی افسانہ بھی شامل ہے۔

''محبت کا گنہگار'' افسانہ بھی ان کے افسانوں کے مجموعے ''آزمائش اور دیگر افسانے'' میں شامل ہے۔ اس افسانے میں سدرشن نے ہندوستانی سماج کی وفادار عورت کا کردار روپ وتی کی صورت میں پیش کیا ہے جو شوہر کی محبت اور وفاداری کو اپنا دین ایمان تصور کرتی ہے۔ شیام لال شاما کے چکر میں اپنی بیوی روپ وتی کو بھول جاتے ہیں روپ وتی اس صدمے میں دنیا سے چل بستی ہے۔ شیام لال شاما سے شادی کر کے ہنسی خوشی زندگی گزارنے لگتے ہیں مگر ایک دن روپ وتی کی تصویر دیکھ کر انھیں روپ وتی کے ساتھ کی گئی زیادتیاں یاد آجاتی ہیں۔ وہ خود کو محبت کا گنہگار تصور کرنے لگتے ہیں بالآخر یہ چیز ان کی جان لے لیتی ہے (۳۷)۔

افسانہ ''آزمائش'' میں جسونت لال کی صورت میں سدرشن نے ایک مثالی منصف کو پیش کیا ہے اس کا بیٹا بھی اگر مجرم کے کٹہرے میں آتا ہے تو جسونت لال اسے بھی سزا سنائے بغیر نہیں رہتے۔

افسانہ ''رشوت کا روپیہ'' میں ہربھگوان کا کردار ایک ایسے شخص کی عکاسی کرتا ہے جو پیسے کے حصول کے لیے ہر جائز و ناجائز طریقے کو اختیار کر لیتا ہے۔ جو ماضی کی کسمپرسی کا پٹواری بننے کے بعد معاشرے سے بدلہ لیتا ہے اور اپنے ماضی کے محسنوں کو بھول جاتا ہے، ہربھگوان کے محسن گنیش داس جب اسے سرزنش کرتے ہیں تو ہربھگوان انتقام لینے پر تل

جاتا ہے۔ پلیگ میں گنیش کی موت پر اس کی جائیداداس کے بھتیجے کے بجائے کسی اور کے حوالے کر دیتا ہے، گنیش کا بھتیجا سانپ کے کاٹے سے مرجاتا ہے جب کہ ہر بھگوان ایک بے گناہ پر ظلم اور اس کی موت کی وجہ سے چھت سے کود کر خودکشی کرلیتا ہے(۳۸)۔

افسانہ ''گل خارستان'' میں ہندو مذہب کی عکاسی سدرشن نے ان الفاظ میں کی ہے۔

> ''صبح اٹھ کر سورج کو پانی دینا ان کا معمول تھا اور شام کو مندر میں دیا ضرور جلایا کرتے تھے۔ ہر منگلوار کو مہابیر کا پکوان پکواتے اور ہر اتوار کو برت رکھتے تھے۔ یہ معمول کی باتیں تھیں جو کبھی نہ چھوٹتی تھیں۔ پنڈت کے قول پتھر کی لکیریں تھیں اور برادری کے فتوے وید بھگوان کے احکام (۳۹)۔''

سدرشن کے افسانے میں اخلاقیات کا پہلو بھی نمایاں نظر آتا ہے ان کے افسانے'' آزمائش'' سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

> ''وہ غریب سے غریب آدمی کو بھی آپ کہہ کر مخاطب کرتے اور بزرگ آدمیوں کے سامنے آنکھ اٹھانے کی جرأت نہیں کرتے جو لوگ بیس روپے کے کلرک ہو کر اپنے والدین سے بات چیت کرنا ہتک سمجھتے ہیں ان کو بہت پھٹکارا کرتے (۴۰)۔''

وقار عظیم کا کہنا ہے کہ سدرشن کے افسانے ایک دوسری طرح کی واقعیت کے نمونے ہیں۔ انھوں نے دیہات کو چھوڑ کر شہر کے متوسط ہندو گھرانوں کی زندگی کو اپنے خیال کا مرکز بنایا ہے جس زندگی کو انھوں نے خود دیکھا اسی کی جھلک ہمیں دکھائی، ان دیکھی چیزوں میں جو رومان ہے وہ دیکھی ہوئی چیزوں کے سامنے پھیکا اور بے رنگ دکھائی دیتا ہے(۴۱)۔ سدرشن کی کامیاب افسانہ نگاری کا ایک سبب ان کے خیالات اور بیان کا نفسیاتی پہلو ہے۔ وہ نفسیات انسانی کی مصوری کو اپنے افسانوں میں بنیادی اہمیت دیتے ہیں وہ افسانہ بیان کرتے وقت واقعات کے درمیان میں ایک تیسرے شخص کی حیثیت سے واقعات پر کوئی نفسیاتی تنقید کر دیتے ہیں (۴۲)۔ ان کا شاعرانہ انداز ان کے افسانے'' شاعر'' اور'' کنول کی بیٹی'' میں نمایاں ہے(۴۳)۔

پنڈت بدری ناتھ کا فن افسانہ نگاری اس اعتبار سے اہم ہے کہ انھوں نے پریم چند کی طرح عوامی مسائل، عوامی لب و لہجے میں بیان کیے ہیں (۴۴)۔ انھوں نے متوسط طبقے کے افراد کے دکھ درد کو محسوس کرتے ہوئے حساس قاری کو ان کی کیفیات سے باخبر کیا ہے انھوں نے سماج میں پرورش پانے والے غلط رسم و رواج پر بھرپور طنز کیا ہے اور معاشرے کی اصلاح کے جتن کیے ہیں (۴۵) سدرشن نے شہری زندگی کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا ہے ان کا براہ راست تعلق لاہور

جیسے شہر سے تھا(۴۶)۔انھوں نے شہر میں پیدا ہونے والے مسائل کا قریب سے مطالعہ کیا تھا اس لیے ان کے افسانوں میں وہاں کی زندگی حقیقی رنگ میں دکھائی دیتی ہے(۴۷)۔صغیر افراہیم نے اپنی کتاب ''اُردو افسانہ ترقی پسند تحریک سے قبل'' میں یہ تحقیق پیش کی ہے کہ مختلف رسائل میں دستیاب افسانوں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سدرشن نے ۱۹۱۸ء سے افسانے لکھنے شروع کیے(۴۸)۔

> ''پنڈت سدرشن نے تقریباً تیرہ سال کی عمر سے لکھنا شروع کیا اور اپنے انتقال کے سال ۱۹۶۷ء تک ان کا قلم برابر متحرک رہا۔اس طویل مدت میں انھوں نے سینکڑوں موضوعات پر لکھا(۴۹)۔''

ان کے افسانوں کا محور ہندو معاشرے میں رائج غلط رسم و رواج، اچھوتوں کی کسمپرسی، بیواؤں کی دوسری شادی، کم عمری کی شادی کی خرابی، وطن کی محبت اور غربت وافلاس رہے ہیں۔وہ مقلد ہونے کے باوجود افسانے کی دنیا میں اپنے انداز فکر کی اور حسن بیان کی وجہ سے ایک علیحدہ پہچان رکھتے ہیں(۵۰)۔سدرشن نے محض متوسط گھرانوں کی نمائندگی نہیں کی بلکہ انھوں نے غریبوں اور مزدوروں کے دکھ درد کو بھی محسوس کیا۔ان کا ایک مشہور افسانہ ''مزدور'' محنت کشوں کی زندگی کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے(۵۱)۔اس افسانے کا مرکزی کردار ''کلو'' ہے جو ایک کاٹن مل میں ملازم ہے اس کا کنبہ چار افراد پر مشتمل ہے وہ خود، اس کی بیمار بیوہ بہن، ردھیا، اور اس کا بھانجا راما ہے۔چھوٹے سے خاندان کو قلیل تنخوا میں گزر بسر کرنا مشکل ہے۔مان مریادا قرض کو جنم دیتے ہیں اور قرض بھوک اور بیماری کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔ظاہر ہے ایسی بے بسی میں علاج کا مہیا ہونا ممکن نہیں۔سکھیا کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اس کی بیماری طویل ہو جاتی ہے اور وہ دنیا سے رخصت ہو جاتی ہے(۵۲)۔افسانہ ''مصور'' میں سدرشن نے ایک غریب سہاگن ''گجری'' کے کردار کو پیش کیا ہے۔جس کے پاس ''کراچوتھ'' کے دن کھانے کو کچھ نہیں ہوتا کہ وہ چاند دیکھ کر ''برت'' کھول سکے(۵۳)۔افسانہ ''شاعر'' سدرشن کا ایک مشہور افسانہ ہے جس میں انھوں نے ایک غریب شاعر کی بے بسی کی داستان کو بیان کیا ہے۔شاعر اپنے دوست کو اپنی شاعری چھپوانے کے لیے دیتا ہے بیماری کی وجہ سے شاعر کا اپنے دوست سے رابطہ ختم ہو جاتا ہے دوست یہ تصور کر لیتا ہے کہ شاعر کا انتقال ہو گیا تو وہ شاعر کا کلام اپنے نام سے چھپوا کر شہرت حاصل کر لیتا ہے جب شاعر کے پاس وہ رسالہ پہنچتا ہے تو اسے اپنی کم مائیگی اور بے بسی کا شدت سے احساس ہوتا ہے۔یہ افسانہ مئی ۱۹۲۲ء میں رسالہ ہمایوں میں شائع ہوا۔

افسانہ ''قربانی'' میں سدرشن نے محبت کی داستان اور بے جوڑ شادی کے حقائق کو بے نقاب کیا ہے۔دیوکی اور امیر چند ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔مگر غریبی کی وجہ سے ان کی شادی نہیں ہو پاتی۔دیوکی کا باپ سنت رام اس کی شادی دولت کے لالچ میں ایک ادھیڑ عمر سرجن سے کر دیتا ہے جس کے پہلے سے کئی بچے ہیں۔بالآخر دیوکی خودکشی پر مجبور ہو

جاتی ہے۔ یہ افسانہ حساس قاری کے ذہن پر دیر پا اثر مرتب کرتا ہے(۵۴)۔افسانہ''سدا سکھ'' میں سدرشن نے سماجی کارکن کا ایک مثالی کردار پیش کیا ہے۔ جو لوگوں کی مدد کرتا ہے اور فلاحی کاموں کی ترغیب دیتا ہے۔

''سدا سکھ یتیموں کا باپ تھا ناامیدوں کا سہارا، بیماروں کا خدمت گذار، وہ کون تھا، یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ وہ کیس تھا، یہ سب کو پہلے ہی دن معلوم ہو گیا تھا(۵۵)۔''

''اس جیتے جاگتے دیوتا کا سینہ محبت ہمدردی کا سوتا ہے۔ یہ ہم کو روتے دیکھتا ہے تو خود بھی رونے لگتا ہے۔ ہمیں بیمار دیکھتا ہے تو بیتاب ہو جاتا ہے۔(۵۶)۔''

سدرشن نے افسانوں کے علاوہ بچوں کے لیے کہانیاں بھی تحریر کیں۔ ان میں اطاعت، فرمانبرداری اور بہادری کے احساس کو اجاگر کرنے کے لیے''رامائن''اور مہابھارت کا خلاصہ نہایت آسان زبان میں پیش کیا۔ ان کی کہانیوں کا اسلوب عام فہم اور سادہ ہے اور بچوں کے معیار کے مطابق ہے(۵۷)۔ ان کے افسانوں کے مجموعے''پارس''اور''پھول مالا'' کی سبھی کہانیاں درس و تلقین کے ساتھ بچوں کے افسانوں کے علاوہ بچوں کی کہانیاں بھی تحریر کیں۔ ان میں اطاعت، فرمانبرداری اور بہادری کے احساس کو اجاگر کرنے کے لیے رامائن اور مہابھارت کا خلاصہ نہایت آسان زبان میں پیش کیا ان کی کہانیوں کا اسلوب عام فہم اور سادہ ہے اور بچوں کے معیار کے مطابق ہیں(۵۸)۔ غرور کا سر نیچا، بدی کا بدلہ، احسان کا قرض، لکڑی کا گھوڑا، نیک دل شہزادہ، دو بھائی، لیلا وتی وغیرہ ایسے افسانے ہیں جن کے ذریعے بچوں کے لیے نصیحت آموز افسانوں کا ایک ادبی رجحان پیدا ہوتا ہے(۵۹)۔

سدرشن کے افسانے تکنیک کے اعتبار سے بہت اہم نہیں لیکن زبان و بیان کے لحاظ سے خاصے دلچسپ ہیں۔ ان کا بیانیہ افسانہ''چین نگر کے چار بیکار''(ماہنامہ:صوفی، اگست، ۱۹۳۴ء، ص ۲۳ تا ۲۵) حسن بیان کے اعتبار سے بے حد پرکشش ہے۔

''چین نگر ایک تصوراتی بستی ہے۔ جہاں کے باشندے اپنے آپ میں مست رنج و الم سے دور، بے فکر ہو کر چین کی بنسی بجاتے ہیں۔ دنیا کی عیاریوں سے نابلد اس بستی کے سیدھے سادھے انسان دنیا کے مکر و فریب سے ناواقف ہوتے ہیں۔ مگر شیطان کو غیر مہذب مہذب بیوقوفوں کی یہ چھوٹی سی دنیا پسند نہیں آتی۔ اور وہ اپنے داؤ پیچ بروئے کار لا کر ان کے معمولات میں دخل اندازی شروع کر دیتا ہے اور رفتہ رفتہ ان کو مہذب، چالاک اور مکار بنا دیتا ہے۔ سیدھے سادھے انداز میں لکھا ہوا یہ افسانہ موجودہ دور کی پیچیدہ زندگی سے دور، قوت بیاں کا ایک اچھا نمونہ ہے(۶۰)۔''

مندرجہ بالا حقائق کے مطابق سدرشن نے اپنے افسانوں میں حقیقت پسندی کے رجحان کی عکاسی کی۔ انھوں نے افسانوں کے علاوہ ناول، ڈرامے اور بچوں کے لیے کہانیاں بھی تحریر کیں۔ ان کے افسانے ہندوستانی معاشرے کے کسی نہ کسی پہلو کی عکاسی کرتے ہیں۔ انھوں نے اپنے افسانوں میں ہندو معاشرے، رسم و رواج کے علاوہ شہری زندگی اور متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے مسائل کو نمایاں کیا اور انسانی نفسیات کے مختلف پہلوؤں کی بھرپور عکاسی کی۔ سدرشن کے افسانوں میں معاشرتی ناہمواریوں پر گہرا طنز موجود ہے۔ جس کا اظہار ان کے افسانے ''شاعر'' سے ہوتا ہے۔ سدرشن کے افسانوں میں ہندوستانی عورت بڑے باوقار انداز میں اپنا کردار ادا کرتی دکھائی دیتی ہے۔ راجپوت کی بیٹی اور امریکن عورت کی سرگزشت میں ہندوستانی عورت وفا پرستی کی انتہاؤں پر نظر آتی ہے۔ رشوت، غربت، وفا پرستی اور اخلاقی گراوٹ کے موضوع پر ان کے کئی ایک افسانے موجود ہیں۔ ان کے افسانے شہری زندگی اور ہندو سماج کی عکاسی کرتے ہیں۔ انھوں نے اپنے اردگرد وقوع پذیر ہونے والے حقیقی واقعات کو افسانوں کا موضوع بنایا۔ پریم چند کے مقلدین اور حقیقت پسندی کے علمبرداروں میں پنڈت بدری ناتھ سدرشن کی افسانہ نگاری کو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

حواشی:

(۱) https://urduadab writers.wordpress.com/اُردو/ادب/رائٹرز/
(۲) www.bio-biblography.com/authors/view/14691
(۳) قمر صدیقی، اُردو کے ابتدائی افسانہ نگار، http://www.asiatimes.co.in/urdu
(۴) عمر مہاجر، محمد، اُردو افسانے کا تشکیلی دور، مرتبہ: فریسہ عقیل (کراچی: شمیم بک ایجنسی، ۲۰۰۵ء)، ص ۶۴۔
(۵) وقار عظیم، سیّد، ہمارے افسانے (دہلی: جناح پریس، ۱۹۴۶ء)، ص ۱۰۲۔
(۶) ایضاً، ص ۱۰۲۔
(۷) ثمرہ ضمیر، اُردو افسانے کا موضوعاتی ارتقا: تجزیاتی مطالعہ، مشمولہ: معیار، شمارہ ۱۱، مدیر: ڈاکٹر عزیز ابن الحسن (اسلام آباد: شعبۂ اُردو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی)، ص ۱۲۶۔۱۲۷
(۸) صغیر افراہیم، اُردو افسانہ ترقی پسند تحریک سے قبل (علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۹۱ء)، ص ۳۵۔
(۹) ایضاً، ص ۳۵۔
(۱۰) ایضاً، ص ۳۵۔
(۱۱) ایضاً، ص ۳۵۔
(۱۲) ایضاً، ص ۳۵۔
(۱۳) ایضاً، ص ۳۵۔
(۱۴) پبلشر رام کٹیا بک ڈپو، دیباچہ صبح وطن، مشمولہ: صبح وطن (لاہور: پنجاب اسٹیم پریس، ۱۹۲۲ء)، ص ۳۔
(۱۵) وقار عظیم، سیّد، ہمارے افسانے (دہلی: جناح پریس، ۱۹۴۶ء)، ص ۱۰۲۔۱۰۳
(۱۶) ایضاً، ص ۱۰۲۔

(۱۷) ایضاً،ص ۱۰۱۔
(۱۸) ایضاً،ص ۱۰۲۔
(۱۹) ایضاً،ص ۱۰۰۔
(۲۰) ایضاً،ص ۱۰۰۔۱۰۱
(۲۱) صغیر افراہیم،اُردو افسانہ ترقی پسند تحریک سے قبل،محوّلہ بالا،ص ۷۵۔
(۲۲) ایضاً،ص ۷۵۔
(۲۳) ایضاً،ص ۷۵۔
(۲۴) ایضاً،ص ۶۸۔
(۲۵) ایضاً،ص ۶۸۔
(۲۶) عبداللہ،ڈاکٹر،سیّد،اُردو ادب کی ایک صدی (دہلی: چمن بک ڈپو،اُردو بازار، ۱۹۷۳ء)،ص ۱۸۲۔
(۲۷) وقار عظیم،سیّد،ہمارے افسانے،محوّلہ بالا،ص ۱۰۵۔
(۲۸) ایضاً،ص ۱۰۵۔
(۲۹) ایضاً،ص ۱۰۴۔
(۳۰) ایضاً،ص ۱۰۴۔
(۳۱) عمر مہاجر،محمد،اُردو افسانے کا تشکیلی دور،مرتبہ: فریسہ عقیل،محوّلہ بالا،ص ۶۴۔
(۳۲) سلیم آغا قزلباش،جدید اُردو افسانے کے رجحانات (کراچی: انجمن ترقی اُردو، ۲۰۰۰ء)،ص ۲۷۳۔
(۳۳) ایضاً،ص ۲۷۳، ۲۷۴۔
(۳۴) ایضاً،ص ۲۷۴۔
(۳۵) سدرشن، گل خارستان،مشمولہ: آزمائش و دیگر افسانے (لاہور: پریم پرنٹنگ پریس،س ن)،ص ۵۸۔
(۳۶) ایضاً،ص ۵۸۔
(۳۷) سدرشن،محبت کا گنہگار،مشمولہ: آزمائش و دیگر افسانے (لاہور: پریم پرنٹنگ پریس،س ن)،ص ۳۱ تا ۴۲
(۳۸) سدرشن،رشوت کا روپیہ،مشمولہ: آزمائش و دیگر افسانے (لاہور: پریم پرنٹنگ پریس،س ن)،ص ۴۳ تا ۵۴
(۳۹) سدرشن، گل خارستان،مشمولہ: آزمائش و دیگر افسانے (لاہور: پریم پرنٹنگ پریس،س ن)،ص ۵۶۔۵۷
(۴۰) سدرشن،آزمائش،مشمولہ: آزمائش و دیگر افسانے (لاہور: پریم پرنٹنگ پریس،س ن)،ص ۵
(۴۱) وقار عظیم،سیّد،ہمارے افسانے،محوّلہ بالا،ص ۲۵۔
(۴۲) ایضاً،ص ۱۰۱۔
(۴۳) ایضاً،ص ۱۰۲۔
(۴۴) صغیر افراہیم،اُردو افسانہ ترقی پسند تحریک سے قبل،محوّلہ بالا،ص ۶۷۔
(۴۵) ایضاً،ص ۶۷۔
(۴۶) ایضاً،ص ۶۷۔
(۴۷) ایضاً،ص ۶۷۔
(۴۸) ایضاً،ص ۶۸۔
(۴۹) ایوب واقف،محمد،پنڈت بدری ناتھ سدرشن کے ادبی کارناموں کی ایک جھلک،مشمولہ: ہماری زبان،

(دہلی: ۱۵ فروری ۱۹۸۲ء)، ص۸، بحوالہ: محمد صغیر افراہیم، ص۶۸۔

(۵۰) صغیر افراہیم، اُردو افسانہ ترقی پسند تحریک سے قبل، محوّلہ بالا، ص۶۸۔

(۵۱) ایضاً، ص۶۹۔

(۵۲) ایضاً، ص۶۹۔

(۵۳) ایضاً، ص۶۹۔

(۵۴) ایضاً، ص۷۰، ۷۱۔

(۵۵) سدرشن، سدا سکھ، نیرنگ خیال، سالنامہ (۱۹۳۰ء)، ص۱۰۸، بحوالہ صغیر افراہیم، ص۷۱۔

(۵۶) صغیر افراہیم، اُردو افسانہ ترقی پسند تحریک سے قبل، محوّلہ بالا، ص۷۱۔

(۵۷) ایضاً۔

(۶۰) ایضاً، ص۷۳۔

مآخذ:

افراہیم، صغیر، اُردو افسانہ ترقی پسند تحریک سے قبل، علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۹۱ء۔

پبلشر رام کٹیا بک ڈپو، دیباچہ صبح وطن، مشمولہ: صبح وطن، لاہور: پنجاب اسٹیم پریس، ۱۹۲۲ء۔

سدرشن، آزمائش، مشمولہ: آزمائش و دیگر افسانے، لاہور: پریم پرنٹنگ پریس، س ن۔

______، رشوت کا روپیہ، مشمولہ: آزمائش و دیگر افسانے، لاہور: پریم پرنٹنگ پریس، س ن۔

______، سدا سکھ، نیرنگ خیال، سالنامہ، ۱۹۳۰ء، بحوالہ صغیر افراہیم۔

______، گل خارستان، مشمولہ: آزمائش و دیگر افسانے، لاہور: پریم پرنٹنگ پریس، س ن۔

______، محبت کا گنہگار، مشمولہ: آزمائش و دیگر افسانے، لاہور: پریم پرنٹنگ پریس، س ن۔

ضمیر، ثمرہ، اُردو افسانے کا موضوعاتی ارتقا: تجزیاتی مطالعہ، مشمولہ: معیار، شمارہ ۱۱، مدیر: ڈاکٹر ابن الحسن، اسلام آباد: شعبۂ اُردو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی۔

عبداللہ، سیّد، اُردو ادب کی ایک صدی، دہلی: چمن بک ڈپو، اُردو بازار، ۱۹۷۳ء۔

عظیم، وقار، سیّد، ہمارے افسانے، دہلی: جناح پریس، ۱۹۴۶ء۔

عمر مہاجر، محمد، اُردو افسانے کا تشکیلی دور، مرتبہ: فریسہ عقیل، کراچی: شمیم بک ایجنسی، ۲۰۰۵ء۔

قزلباش، سلیم آغا، جدید اُردو افسانے کے رجحانات، کراچی: انجمن ترقی اُردو، ۲۰۰۰ء۔

قمر صدیقی، اُردو کے ابتدائی افسانہ نگار، http://www.asiatimes.co.in/urdu

واقف، محمد ایوب، پنڈت بدری ناتھ سدرشن کے ادبی کارناموں کی ایک جھلک، مشمولہ: ہماری زبان، دہلی: ۱۵ فروری ۱۹۸۲ء، بحوالہ: محمد صغیر افراہیم۔

www.bio-biblography.com/authors/view/14691

https://urduadab writers.wordpress.com/اُردو/ادب/رائٹرز/